پوتے کا حقِ وراثت

(از حضرت مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی مبارکپوری شارح مشکوٰۃ شریف)

محجوب الارث کا مسئلہ جس کی رُو سے بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا دادا کے ترکہ سے نہیں پاتا۔ اور بھائی کے ہوتے ہوئے بھتیجا چچا کے ترکہ سے نہیں پاتا۔ قرآن، حدیث، اجماع اور تعاملِ امت پر مبنی ہے۔ صرف اہلحدیث ہی نہیں بلکہ ساری امتِ اسلامیہ کا اسی پر عمل ہے اور اسی پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۱) قرآن کریم میں ارشاد ہے: للرجال نصيب مما ترك الوالدان والاقربون وللنساء نصيب مما ترك الوالدان والاقربون مما قل منه او كثر نصيبا مفروضا (۴: ۷) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وراثت کی بنا قرابت قرار دی ہے۔ "اقرب" اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کا مقتضا یہ ہے کہ میت کا وہ شخص وارث ہوگا جو اقرب الی المیت ہو (مطابق تفسیر احادیث نبویہ) اقرب کے ہوتے ہوئے ابعد وارث نہیں ہو سکتا۔ پس پوتا بیٹے کے ہوتے ہوئے (خواہ یہ بیٹا اس پوتے کا باپ ہو یا نہ ہو) دادا کے ترکہ سے نہیں پائے گا۔

اسی طرح بھتیجا بھائی کے ہوتے ہوئے (خواہ وہ بھائی اس بھتیجا کا باپ ہو یا نہ ہو) چچا کے ترکہ سے نہیں پائے گا۔ کیونکہ پہلی صورت میں اقرب الی المیت علی الاطلاق بیٹا ہے اور دوسری صورت میں بھائی۔ "الاقرب" کے لفظ کو اس کے اطلاق پر محمول کرنا ضروری ہے تا آنکہ کوئی اس کا مقیّد یا مخصص نصًا ثابت نہ ہو جائے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ (متفق علیہ واخرجہ الترمذی) وفی روایۃ مَا اَبْقَتِ الْفُرُوْضُ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ورثہ میں ایک گروہ ایسا ہے جس کا حصہ قرآن کریم میں مقرر کر دیا گیا ہے۔ ان کو ذوی الفروض کہتے ہیں اور ان کے مقررہ حصے الگ کرنے کے بعد مابقیٰ پانے والے غیر ذوی الفروض کہلاتے ہیں۔ ان کو شریعت کی اصطلاح میں "عصبہ" کہا

جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے وہی شخص مستحق ترکہ ہوگا جو تمام عصبات میں سب سے زیادہ میت کا قریبی رشتہ دار ہوگا۔ صورت مسئولہ میں ظاہر ہے کہ بیٹا بہ نسبت پوتے کے میت کے زیادہ قریب ہے اور اسی طرح بھائی بھتیجے کے اعتبار سے میت کے زیادہ قریب ہے۔ پس اس حدیث کی رُو سے بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا اور بھائی کے ہوتے ہوئے بھتیجا میراث نہیں پا سکتا۔ یہ حدیث مسئلہ وراثت میں ایک ضابطہ اور قانون کلی کی حیثیت رکھتی ہے اور جس طرح بعض قوانین وضوابط کے کچھ مستثنیات ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس کے بھی بعض مستثنیات[1] ہیں تفصیل کے لئے علامہ ابن قیم کی اعلام الموقعین ودیگر کتب فقہ اور فرائض کی طرف مراجعت فرمائیے۔

(۳) جن کتابوں میں اختلافی مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ ان سب میں اس مسئلہ پر اتفاق و اجماع اُمت کی مہر ثبت کی گئی ہے کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی اور دیگر سلف میں کسی سے خلاف منقول نہیں ہے۔ جیسا کہ عنقریب آپ کو معلوم ہوگا۔

(۴) محجوب الارث کا یہ مسئلہ مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور حنفیہ سب کے نزدیک مسلّم ہے۔ اور جیسا کہ معلوم ہو چکا، بے بُنیاد اور بے اصل نہیں ہے۔ امام مالکؒ موطا ص۳۲۹ میں فرماتے ہیں " الامر المجتمع علیہ عندنا الذی لا اختلاف فیہ والذی ادرکت علیہ اھل العلم ببلدنا فی ولایۃ العصبۃ ان الاخ للاب و الام اولی بالمیراث من الاخ للاب و الاخُ للاب اولی بالمیراث من بنی الاخ للاب و الام الخ اور فقہ حنابلہ کی کتاب الشرح الکبیر علی متن المقنع ج۷ ص۵ میں شمس الدین ابن قدامہ مقدسی عصبات کے بیان میں لکھتے ہیں " واحقھم بالمیراث اقربھم ویسقط من بعد لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فلاولی رجل ذکر الخ اور حجب کی بحث میں لکھتے ہیں " ویسقط ولد الابن بالابن لانہ ان کان اباہ فھو یدلی بہ وان کان عمہ فھو اقرب منہ فسقط کما یسقط الجد بالاب وان کان عمہ فھو اقرب منہ لقولہ علیہ السلام الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فلاولی رجل ذکر۔ انتہی۔ اور امام ابن حزم ظاہری " المحلیٰ " ص۲۷۱ ج ۹ میں تحریر فرماتے ہیں: " ولا یرث بنو الابن مع الابن

[1] لیکن ان مستثنیات کی بُنیاد نصوص پر ہے اور یہ مسئلہ ان میں نہیں ہے (رحیق)

الذکر شیئاً اباهم کان او عمهم ولا یرث بنو الاخ الشقیق او للاب مع اخ شقیق او لاب وهذا نص کلام النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی قولہ فلاولی رجل ذکر و اجماع متیقن" انتہی۔

(۵) اسلام کی بنیاد و اساس جن چیزوں پر ہے وہ اپنی جگہ بسط و تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔ ہاں اسلام نے دُنیا کے اور مذاہب کی نسبت یتامیٰ اور مساکین کا بہت زیادہ خیال رکھا ہے۔ اسی لئے تو اس نے غیر وارث قرابت داروں کے حق میں وصیّت فرض کردی ہے۔ خواہ وہ غیر وارث رشتہ دار یتیم ہوں یا غیر یتیم۔ ارشادِ باری ہے "کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَنِ الْوَصِیَّةُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ" (۲:۱۸۰) اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "مَاحَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ مَالٌ یُوْصِیْ فِیْهِ یَبِیْتُ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّتُهُ مَکْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ" (مشکوٰۃ) اور فرماتے ہیں "لَا وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ" (مشکوٰۃ) پس صورت مسئولہ میں بیٹے اور بھائی کے موجود ہونے کی وجہ سے پوتا اور بھتیجا محجوب ہیں تو دادا اور چچا پر فرض ہے کہ پوتے اور بھتیجے کے لئے اپنے کُل مال کے ثُلث (تہائی) حصّہ کے اندر وصیت کرجائیں۔ اگر وصیت نہیں کریں گے تو تارک فرض ہوں گے۔ میرے نزدیک غیر وارث قرابت داروں کے لئے فرضیت وصیّت منسوخ نہیں ہے۔ جیسا کہ ظاہریہ فرقہ کا مذہب[1] ہے۔ اسلام نے یتامیٰ کا اتنا خیال کیا ہے

[1] تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حسن بصریؒ، مسروقؒ، طاؤسؒ، ضحاکؒ، مسلم بن یسار، سعید بن جبیر اور قتادہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ "وهو مذهب ابن عباس والحسن، ومسروق وطاؤس والضحاك ومسلم بن یسار والعلاء بن زیاد۔ وبه قال ایضا سعید بن جبیر والربیع بن انس وقتادة" الخ (ص ۳۹۷ ج ۲۔ طبع المنار مصر) اسی طرح امام ابو جعفر نحاس کی کتاب الناسخ والمنسوخ میں لکھا ہے۔ (ص۱۹)

محلّی ابن حزم (ص ۳۱۴-۳۱۶ ج ۹) میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر ایسی وصیت کا کوئی تارک ہو تو اس کے ترکہ سے اس وصیت کا قدر مستحقین وصیت کو دلایا جائے گا۔ "واذ هو حق واجب لهم فقد وجب لهم من ماله جزء مفروض اخراجه لمن وجب له ان ظلم هو ولم یامر باخراجه" (ص ۳۱۴ : ج ۹) اسلامی فقہ کی ان تصریحات کی روشنی میں تجدد زدہ حضرات کے پیدا کردہ پیچیدگیاں بالکل حل ہو جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں کسی اور کی ضرورت نہیں۔ (مدیر رحیق)

کہ خُمس (پانچواں حصّہ) غنیمت میں ان کے لئے ایک سہم (حصّہ) مخصوص کر دیا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ اور فطرہ کا بھی یتیموں کو مستحق قرار دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا یتامیٰ پروری ہو گی۔ ایک معین مقدار مقرر کرنے کی بجائے ایسے یتیموں کے حق میں وصیت فرض کر دینے، خمس غنیمت میں ایک مستقل سہم مخصوص کر دینے اور مستحق زکوٰۃ قرار دیئے جانے کے باوجود کسی خاص صورت میں محجوب الارث ہونا یتامیٰ پروری کے خلاف ہے؟ اسلام بیشک غریب نواز مذہب ہے اسی لئے اس نے "لَا تَدْرُوْنَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا" (۴: ۱۱) فرماتے ہوئے میراث کی تقسیم ہمارے حوالہ نہیں کی۔ قرآن کریم نے واضح الفاظ میں یہ حقیقت آشکارا کی کہ ترکہ میت کے وارثین کے بارے میں تمہارا علم محدود ہے۔ تم نہیں جانتے کہ کس کو ملنا چاہیئے اور کس کو نہیں۔ اور کونسا رشتہ دار قریب ہے اور کونسا بعید اور اگر غریب نوازی کا وہ مطلب ہے جو حضرت ابو ذرؓ نے سمجھا تھا (یعنی جائداد کی غریبوں پر مساوی تقسیم) تو مہربانی فرما کر جس جائداد کیلئے آپ قرآنی، حدیثی اور اجماعی قانون کو بدلنے کے متمنی ہیں اس جائداد کا ضرورت سے زائد حصّہ کم از کم اپنے ہم خیال مسلم مالکان سے علیحدہ کرا کے غریبوں میں علیٰ سبیل التساوی تقسیم کرا دیجئے۔

بقیہ صفحہ ۲۲۸

بقیہ صفحہ ۲۲۸

سے حقیقت کے لحاظ سے ان کی صلبی لڑکیاں مراد ہوتی ہیں اور مجازی طور پر بھائی اور بہن کی پوتیوں اور نواسیوں کو بھی کہتے ہیں اور عموم مجاز کے اعتبار سے دونوں کو کہتے ہیں۔ اگر روایت سے قطع نظر کی جائے تو یا ظنّی اور وہمی دلالت پر اکتفا کرنا پڑے گا یا بھائی بہن کی پوتیوں اور نواسیوں کو باوجود ظنّی معنے ہونے کے حلال کہنا پڑے گا۔ (باقی)

احادیث کا بہترین مجموعہ۔ صرف ایک ایک نسخہ

(۱) ریاض الصالحین عربی مع حواشی طبع جدید۔ مجلد چمڑا اکسٹرا۔ قیمت ۱۲/-/-

(۲) ریاحین العابدین اردو ترجمہ ریاض الصالحین بین السطور مع حواشی قیمت ۲۵/-/-

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل۔ روڈ۔ لاہور